۱۹۸۵۱ (۱) [Stamp: دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی] ۱

تاریخ: نومبر ۱۳، ۲۰۱۸

السلام و علیکم،

میزان بینک اور پاکستان کے دوسرے اسلامی بینکوں کے ضمانت پر چارجز کا ذکر ان کے 'جدول برائے بینک سروس چارجز' میں مختلف ضمانت کی رقم پر مختلف مدت کیلئے مختلف سروس چارجز درج ہیں. بینک ان سروس چارجز کو ضمانت پر مختلف سہولیات سے منسلک کرتا ہے مثلاً دستاویزات کی تیاری، کریڈٹ کی تشخیص، خط و کتابت وغیرہ. اس جدول میں مختلف ضمانت کی رقم پر بینک کوئی مختلف سہولت نہیں دیتا بجز اس ضمانت کیلئے کچھ ملازمین کی محنت، دستاویزات اور IT system کی سہولت کے.

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے اپنی کتاب فقہی مقالات میں بینک کی ضمانت پر لاگو اجرت کو ناجائز قرار دیا ہے اور ضمانت کو عقدِ تبرع درج کیا ہے. حضرت لکھتے ہیں

"حقیقت یہ ہے کہ عقدِ تبرع ہونے کی وجہ کے اعتبار سے گارنٹی اور قرض میں کوئی فرق نہیں ہے. جس طرح قرض پر نفع لینا جائز نہیں ہے. اسی طرح گارنٹی پر اجرت لینا بھی جائز نہیں ہے. بلکہ گارنٹی پر اجرت کا مطالبہ کرنا قرض پر نفع کے مقابلے میں بطریق اولی جائز نہیں." (ماخوذ فقہی مقالات)

AAOIFI کا گارنٹی کا شریعہ سٹینڈرڈ بھی کی شق (6/1/1) بھی بینک کی ضمانت پر ضمانت کی رقم اور مدت کے لحاظ سے چارجز لینے کی ممانعت کرتا ہے

چونکہ بینک کے جدول برائے سروس چارجز کا اصل سہولت سے بالواسطہ تعلق نہیں ہے اور بینک دراصل ضمانت کی رقم پر اسکی مدت کے لحاظ سے اجرت لیتے ہیں، اسلئے پاکستان کے اسلامی بینکوں کی ضمانت پر اجرت لینے کے معاملے پر روشنی ڈالیں.

مستفتی: عمیر منالا [illegible] (جواب منسلک ہے)

بسم الله الرحمن الرحیم

الجواب حامدًاومصلیًا

واضح رہے کہ بینک کا نفسِ ضمانت (گارنٹی) پر اجرت لینا تو جائز نہیں، البتہ ضمانت لینے کی صورت میں بینک جو مختلف سروسز فراہم کرتا ہے مثلاً کاغذات تیار کرنا اور ان کو متعلقہ ادارہ تک پہنچانا وغیرہ اس کی وہ اجرت لے سکتا ہے، بشرطیکہ یہ اجرت اِس جیسے کاموں میں آنے والی اجرت مثل کے برابر ہو اور اجرت مثل مدت کے کم زیادہ اور کام کی نوعیت کے لحاظ سے مختلف ہو سکتی ہے، اس کا ہمیشہ کام کرنے کی اُس مشقت کے بقدر ہونا ضروری نہیں ہے جو عامل برداشت کرتا ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں بینک مدت کے کم زیادہ ہونے کے لحاظ سے جو اجرت (سروسز چارجز) وصول کرتا ہے، یہ اگر اجرت مثل کے برابر ہو تو جائز ہے۔

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) - (٦ / ٩٢)

(يستحق القاضي الأجر على كتب الوثائق) والمحاضر والسجلات (قدر ما يجوز لغيره كالمفتي) فإنه يستحق أجر المثل على كتابة الفتوى؛ لأن الواجب عليه الجواب باللسان دون الكتابة بالبنان،

(قوله قدر ما يجوز لغيره) قال في جامع الفصولين: للقاضي أن يأخذ ما يجوز لغيره، وما قيل في كل ألف خمسة دراهم لا نقول به ولا يليق ذلك بالفقه، وأي مشقة للكاتب في كثرة الثمن؟ وإنما أجر مثله بقدر مشقته أو بقدر عمله في صنعته أيضا كحكاك وثقاب يستأجر بأجر كثير في مشقة قليلة اهـ. قال بعض الفضلاء: أفهم ذلك جواز أخذ الأجرة الزائدة وإن كان العمل مشقته قليلة ونظرهم لمنفعة المكتوب له اهـ.

قلت: ولا يخرج ذلك عن أجرة مثله، فإن من تفرغ لهذا العمل كثقاب اللآلئ مثلا لا يأخذ الأجر على قدر مشقته فإنه لا يقوم بمؤنته، ولو ألزمناه ذلك لزم ضياع هذه الصنعة فكان ذلك أجر مثله

فقه البيوع ج٢ص١١١٥،١١١٦س،١١١٤

واما اذا كان خطاب الضمان غير مغطى فانه كفالة فقط،.........ولكن الذى لا يجوز اخذ العمولة عليه هوالضمان نفسهُ،وهو الذى يجب ان يكون تبرعا،واما اصدار خطاب الضمان فليس من واجبات الكفيل ولا ان يقوم بكتابته واصداره تبرعا فيجوز ان يتقاضى على ذلک اجرةوالاصل ان لا يتجاوز اجرمثل الكتابة،فلا ينبغى ان تكون العمولة مرتبطة بمبلغ الضمان.....وعلى هذا التعليل ينطبق مسئلة الضمان على اجرة القاضى والمفتى لان القضاء والافتاء اصلهما ان يكون حسبة ولا يجوز اخذ الاجرة

دار الافتاء

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

علیهما ولکن یجوز اخذ الاجرة علی کتابة الصک القضاء والفتوی بقدر اجر المثل وقد اجیز ربط اجرة صک القضاء بالمبلغ قیاسا علی اجرة الثقاب فی العبارة المذکورة لابن عابدین رحمه الله تعالیٰ..........واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم.

محمد اویس سیالکوٹی عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۵/جمادی الثانیہ/۱۴۴۰ھ

۱۱/فروری/۲۰۱۹ء

الجواب صحیح

مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

۴/جمادی الثانیہ/۱۴۴۰ھ

۱۰/فروری/۲۰۱۹ء

الجواب صحیح

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۷/جمادی الثانیہ/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۸/جمادی الثانیہ/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۶/جمادی الثانیہ/۱۴۴۰ھ